

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ”بہشتی زیور“ کے متعلق شرعی احکام

# بہشتی زیور

## کیسی کتاب ہے؟

افادات  
امام احمد رضا خان بریلوی

مؤتب  
میتھم عباسی قادی ضوی



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ”بہشتی زیور“ کے متعلق شرعی احکام

## ”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

### اِفا دات

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت علامہ مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان  
فاضل بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ

مُرَتَّب

میشم عباس قادری رضوی

مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سلسلہ اشاعت نمبر 42

- نام کتاب : ”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟  
افادات : اعلیٰ حضرت امام محمد احمد رضا خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ  
مرتب : میثم عباس رضوی  
صفحات : 40  
تاریخ اشاعت : ذی القعدہ 1440ھ / جولائی 2019ء  
برموقعہ : صد سالہ عرس اعلیٰ حضرت  
ناشر : مرکزی مجلس رضا، لاہور  
قیمت : 60/- روپے

ملنے کا پتا

دفتر مرکزی مجلس رضا مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ، لاہور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

## فہرست

- a عرض مؤتب ۵
- a کتاب ”بہشتی زیور“ مسلمانوں کو (حقیقت کے پردے میں) گمراہ کر رہی ہے: اعلیٰ حضرت ۸
- a کتاب ”بہشتی زیور“ سخت غلط مسائل اور بہت سی گمراہیوں پر مشتمل ہے: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ۸
- a کتاب ”بہشتی زیور“ غلط اور فاسد مسائل پر مشتمل ہے: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ۱۰
- a ”بہشتی گوہر“ کے بعد والے نسخوں میں مذکورہ بالا مسئلہ میں تبدیلی کر دی گئی ہے ۱۱
- a عوام مسلمین کو کتاب ”بہشتی زیور“ کا دیکھنا حرام ہے، کیونکہ اس میں بہت سے مسائل غلط، باطل اور گمراہانہ ہیں: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ۱۴
- a کتاب ”بہشتی زیور“ ایمان کی قاتل ہے: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ۱۶
- a کتاب ”بہشتی زیور“ کو اچھا کہنے والا دیوبندی ہے: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ ۱۹





۲۲ a حرمین شریفین کے علما نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی (مؤلف حفظ الایمان و بہشتی زیور) کی گستاخانہ عبارت پر واقف ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے:

اعلیٰ حضرت

۲۴ a مسلمانوں کی ارواح کے اپنے گھروں میں آنے سے انکار پر مشتمل ”بہشتی زیور“ میں درج مولوی اشرف علی تھانوی کے مؤقف کا مدلل رد، اور مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنے مؤقف کے دفاع سے فرار

۳۴ a عوام مسلمین کو ”بہشتی زیور“ کا پڑھنا، پڑھانا حرام ہے: اعلیٰ حضرت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## عرضِ مُرتَّب

تمام تعریفیں حق سُبْحَانَهُ تَعَالٰی کے لیے ہیں جو اس کائنات کا رب ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، وہ خدائے بزرگ و برتر اپنے بندوں پر نہایت شفیق ہے، اُس کا بے پایاں کرم ہے کہ ہمیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت میں پیدا کیا۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اپنے مکتوب بنام ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ میں اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ ”مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ”بہشتی زیور“ کا ردّ لکھا جائے، عوام اس سے گمراہ ہو رہی ہے“۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ مولانا حشمت علی بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے (غالباً) اسی خواہش کی اطلاع پا کر ”بہشتی زیور“ کے ردّ میں کتاب ”اصلاحِ بہشتی زیور“ لکھی تھی۔ لیکن طبعِ اوّل کے بعد ہنوز یہ کتاب دوسری بار طبع نہ ہو سکی، راقم کی بھی یہی خواہش تھی کہ جلد از جلد کتاب ”اصلاحِ بہشتی زیور“ کی جدید اشاعت کا انتظام ہو جائے، اس سلسلے میں ایک ناشر صاحب سے بات کی تو انہوں نے اس کی اشاعت پر آمادگی کا اظہار کیا، اور اب بِحَمْدِہِ تَعَالٰی ”اصلاحِ بہشتی زیور“ کمپوز ہو چکی ہے، راقم اس کی پروف ریڈنگ کر رہا ہے، دُعا فرمائیں جلد اس کو شائع کروا سکوں۔ ”اصلاحِ بہشتی زیور“ کی پروف ریڈنگ کے دوران اچانک خیال آیا کہ سیدی اعلیٰ حضرت نے اپنی تحریرات میں جہاں جہاں ”بہشتی زیور“ میں درج غلط

”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

عقائد و مسائل کے متعلق حکم شرعی بیان کیا ہے، وہ سب ایک کتاب میں جمع کر دیا جائے۔ اسی خیال کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ۔

۱۔ اس کتاب میں سیدی اعلیٰ حضرت کا ایک نایاب فتویٰ شامل ہے، جو راقم کی تحقیق کے مطابق ”فتاویٰ رضویہ“ کی کسی اشاعت میں طبع نہ ہو سکا۔

۲۔ پہلے فتویٰ کے علاوہ تمام فتوے، ”فتاویٰ رضویہ“ مطبوعہ ”رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور“ سے نقل کیے گئے ہیں۔ اس لیے جن عربی عبارات کے آخر میں ”ت“ لکھا ہے، وہ ترجمہ ”رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، لاہور“ کی طرف سے کیا گیا ہے۔

۳۔ ارواح کے گھروں میں آنے کے متعلق ”فتاویٰ رضویہ“ میں شامل ایک طویل استفتا میں مذکور کتب ”درر الحسان فی البعث والجنان للسیوطی“، ”روض الرباحین فی حکایات الصالحین للیافی“، ”سرور عزیزی“ ترجمہ فتاویٰ عزیزی، ”دستور القضاة“، ”دقائق الاخبار“، ”تذکرۃ الموتی والقبور“ اور ”بہشتی زیور“ کے حوالہ جات کی ”رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور“ کے مطبوعہ نسخہ میں تخریج نہیں کی گئی تھی، ان مذکورہ کتب کے حوالہ جات کی تخریج کر دی گئی ہے اور ڈبل قوسین میں کر رہا ہے تاکہ امتیاز رہے۔ ”دستور القضاة“ اور ”دقائق الاخبار“ کے (دو نسخوں سے) حوالہ جات کی تخریج میں پیکرِ اخلاص علامہ مولانا خرم شہزاد قادری زید مجدہ (فیصل آباد) نے تعاون کیا، اس کتاب میں شامل اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ میں متعدد مقامات پر ”حُسامُ الحَرَمَین“ کے حوالے سے ذکر ہونے والی ایک عبارت کی



تخریج بھی کردی گئی ہے جو کہ ”رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور“ کے مطبوعہ نسخہ میں نہیں کی گئی تھی۔

۴۔ کچھ مقامات پر الفاظ راقم نے درج کیے ہیں، ان کو ڈبل قوسین (( )) میں لکھا ہے تاکہ اصل سے امتیاز رہے۔

آخر میں دُعا ہے کہ اللہ کریم اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر میرے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔

میشم عباس قادری رضوی

۱۴ جنوری ۲۰۱۹ء / ۷ جُمَادِی الْاُولٰی ۱۴۴۰ھ

لاہور، پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب ”بہشتی زیور“ مسلمانوں کو (حقیقت کے پردے میں) گمراہ کر رہی ہے:

☆ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنے خلیفہ و شاگرد ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے نام خط میں لکھتے ہیں:

”مولانا! کسی وقت اپنے آپ کو مشورہ احباب سے مستغنی نہ کرنا بہت مفید فی الدین ہے، آپ کی تصانیف عافیہ وافیہ و تقریب پر خوشی ہوگی، مگر کاش یہ وقت آپ نے ”بہشتی زیور“ و ”بہشتی گوہر“ کی قلعی کھولنے میں صرف ((یعنی خرچ)) کیا ہوتا تو بِحَمْدِہِ تَعَالٰی عمدہ ذخیرہ عقبی ہوتا، جہاں ان کتابوں سے گمراہ ہوئے جاتے ہیں وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ“

(مکتوبات امام احمد رضا خان بریلوی، صفحہ ۶۶، مطبوعہ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور)

کتاب ”بہشتی زیور“ سخت غلط مسائل اور بہت سی گمراہیوں پر مشتمل ہے: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

(”بہشتی زیور“ کے رد میں اعلیٰ حضرت کا نایاب فتویٰ، جو ”فتاویٰ رضویہ“ کی اب تک ہونے والی کسی اشاعت میں شامل نہیں ہو سکا۔)

حضرت مولانا حشمت علی بریلوی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی کتاب ”بہشتی زیور“ کے رد بنام ”اصلاح بہشتی زیور“ کے شروع میں

”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

۹

سیدی اعلیٰ حضرت کے ”فتاویٰ رضویہ، جلد تاسع، کتاب الحظروالاباحہ“ سے یہ فتویٰ نقل کیا ہے، لیکن راقم کی تحقیق کے مطابق یہ فتویٰ ”فتاویٰ رضویہ“ کی کسی اشاعت میں شائع نہیں ہو سکا۔ چونکہ ”فتاویٰ رضویہ“ کا کچھ حصہ مفقود ہے (جیسا کہ فتاویٰ رضویہ، قدیم، جلد ۹، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ممبئی کے مقدمہ میں حضرت بحر العلوم مولانا عبد المنان اعظمی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے بیان کیا ہے) شاید اسی لیے یہ فتویٰ ”فتاویٰ رضویہ“ میں شائع نہ ہو سکا۔

(۱) مسئلہ: منقولہ از ”فتاویٰ رضویہ“ جلد تاسع، کتاب الحظروالاباحہ:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟ اسے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اُس میں لکھا ہے کہ: ”یوں کہنا اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا شرک ہے“ آیا شرک ہے یا نہیں؟ اُسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟۔

**الجواب:** ”بہشتی زیور“ جس کتاب کا نام ہے سخت غلط مسائل اور بہت سی گراہیوں پر مشتمل ہے، اُسے دیکھنا حرام ہے، اس کے مصنف اشرف علی تھانوی کی نسبت حریم شریفین کے اکابر علماء و مفتیان کرام و شیخ الاسلام کا فتویٰ چھپ چکا ہے، یہ فتویٰ ”حُسام الحَرَمَین“ مطبوعہ مطبع اہل سنت، بریلی میں ہے، (حُسام الحَرَمَین علیٰ مَنْحَر الْکُفْرِ وَالْمَیْنِ، عربی مع اردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، ممبئی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کپارشید روڈ، بلال گنج، لاہور) ملائکہ نور سے مخلوق اور عوام کی نظروں سے نہاں ہیں، یوں کہنا کہ ”اللہ، پھر اللہ کے رسول نے چاہا“ اور یوں کہنا بھی کہ ”اللہ و رسول چاہیں گے“ حرج نہیں، جبکہ اللہ و رسول کو برابر نہ جانے۔ اور وہ کون سا مسلمان ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



کو معاذ اللہ، اللہ عزَّوَجَلَّ کا شریک جانے گا، اس مسئلہ کی تحقیق اور اس قبیل کے بہت سے مسائل کی تفصیل ہمارے رسالہ ”الامن والعلیٰ“ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(منقول از اصلاح بہشتی زیور، صفحہ ۱، مطبوعہ الفقیہ پرنٹنگ پریس، ہال بازار، امرتسر)

**کتاب ”بہشتی زیور“ غلط اور فاسد مسائل پر مشتمل ہے: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ**

مسئلہ ۱۴۳۸: از تارا کاندی، مدرسہ اسلامیہ، پوسٹ پاکندہ ضلع میمن سنگھ، مسئلہ

محمد عبدالحفیظ صاحب، مدرسِ اوّل، تارا کاندی، ۲۴ محرم ۱۴۳۹ھ:

چہ می فرمایند علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اندریں مسئلہ ذیل کہ بعد نماز عیدین قبل الخطبہ یا بعد الخطبہ دعا خواستن جائز است یا نہ؟، بر تقدیر اوّل دلیلش چہ بحوالہ کتب حنفیہ باظہار دلائل متعدد بیان فرمایند در بہشتی گوہر مصنفہ مولوی اشرف علی مرقوم است کہ باتباع سنت دعا مانگنے سے دعا نہ مانگنا بہتر ہے۔

((ترجمہ استفتا)) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عیدین کی نماز کے بعد قبل از خطبہ یا بعد از خطبہ دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو حنفی کتب سے متعدد حوالہ جات سے بیان فرمائیں، مولوی اشرف علی کی کتاب ”بہشتی گوہر“ میں لکھا ہے کہ اس صورت میں سنت کی پیروی کرتے ہوئے ”دعا نہ مانگنا“ (دعا مانگنے سے) بہتر ہے۔

((بہشتی گوہر، عنوان: عیدین کی نماز کا بیان، صفحہ ۸۰، مطبوعہ مطبع انتظامی، کانپور))

الجواب: بہشتی گوہر و بہشتی زیور ہر دو تصنیف ہمچو کسے ست کہ ہمہ علمائے کرام حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفاً و تعظیماً بالاتفاق تحریر فرمودہ اند کہ او مرتدست و آنکہ ہر کہ براقوال ملعونہ او مطلع

”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

شده در کفرِ او شکِ آرد خود کافراست و این کتابها بر بسیاری از مسائل فاسده و اغلاطِ کاسده مشتمل ست دیدن آنها حرام و موجب ضلالتِ عوام و دُعا بعد نمازِ عید باتباع سنت عامه و آثارِ خاصه جائز و مستحب است و التفصیل فی رسالتنا ”سرور العید فی حل الدعاء بعد صلوة العید“۔ واللہ تعالیٰ اعلم

((ترجمہ))۔ ”بہشتی گوہر“ اور ”بہشتی زیور“ دونوں کتابیں اس شخص کی ہیں جس کے بارے میں علمائے حرین، حرین کو اللہ تعالیٰ زیادہ شرف و تعظیم عطا فرمائے، نے تحریر فرمایا ہے کہ وہ شخص (اپنے کفریہ الفاظ کی وجہ سے) مرتد ہے، اور جو شخص اس کے کفریات پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ کافر ہوگا، (حُسامُ الْحَرَمِیْن عَلَی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمِیْنِ، عربی مع اردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، ممبئی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کپا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور) یہ بہت سے غلط اور فاسد مسائل پر مشتمل ہے، اس کا پڑھنا حرام ہے اور عوام کی گمراہی کا سبب ہے، جبکہ عید کی نماز کے بعد سنتِ معروفہ اور آثارِ مخصوصہ کی اتباع میں جائز اور مستحب ہے، اور اس کی تفصیل ہمارے رسالہ ”سرور العید فی حل الدعاء بعد صلوة العید“ میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۸، صفحہ ۵۸۳ تا ۵۸۵، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ،

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

”بہشتی گوہر“ کے بعد والے نسخوں میں مذکورہ بالا مسئلہ میں تبدیلی کر دی گئی ہے:

قارئین! آپ نے اُپر استفتائیں ملاحظہ کیا کہ ”بہشتی گوہر“ کے ”مطبع انتظامی،

کانپور“ سے شائع ہونے والے نسخہ میں ”نمازِ عیدین کے بعد دعا نہ مانگنے کو مسنون“ قرار دیا گیا ہے، جبکہ (”بہشتی گوہر“ کے) بعد والے نسخوں میں ”نمازِ عیدین کے بعد دعا مانگنے کو مسنون“ قرار دیا گیا ہے، تبدیل شدہ عبارت یوں ہے:

”بعد نمازِ عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا، گو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ سے منقول نہیں، مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لیے بعد نمازِ عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔“

(( ”بہشتی گوہر“ صفحہ ۸۵، مع ”بہشتی زیور“ صفحہ ۹۳، مطبوعہ المکتبۃ المدنیۃ، ۱۷- اردو بازار، لاہور ))  
یہ وضاحت اس لیے کی جا رہی ہے تاکہ قارئین ”بہشتی گوہر“ کے بعد والے نسخوں میں (جو آج کل دستیاب ہیں) مسئلہ پہلے نسخہ میں بیان کیے گئے مسئلہ سے مختلف پا کر کسی پریشانی کا شکار نہ ہوں۔ میثم قادری۔

اعلیٰ حضرت کی طرف سے کتاب ”بہشتی زیور“ میں درج ایک مسئلہ کی وضاحت:

مسئلہ ۱۲۱ تا ۱۲۴: از کوہ منصورِی ڈاکخانہ کلہڑی کام اپرا انڈیا گیٹ، مرسلہ کلیم اللہ صاحب، ۳۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ۔

کتاب ”بہشتی زیور“ میں حصہ چہارم میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ”اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے اور ایک دن کم دو سال کے اندر بچہ پیدا ہوا ہو تو وہ مرحوم خاوند کا مانا جائے گا۔“ (”بہشتی زیور“ چوتھا حصہ، باب: لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان، صفحہ ۴۲، مطبوعہ مطبع انتظامی، کانپور۔ اشاعت ۱۹۱۸ء۔ ایضاً صفحہ ۳۳۵، مطبوعہ المکتبۃ المدنیۃ، ۱۷- اردو بازار، لاہور) یہ مسئلہ شرع محمدی یا طب یا ڈاکٹری سے تحقیق ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اور اگر جائز ہے تو کب سے ہے؟ یا کہ پرانا مسئلہ ہے یا اولیائے کرام سے جائز ہے؟

دوسرے: یہ کہ چار مہینے دس دن جو شرع سے قائم ہیں بعد عدت سے نکاح کرے تو بعد کو ایک سال یا ۹ مہینے کے بچہ پیدا ہوا تو پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا اب جس سے نکاح ہوا اُس کا؟

تیسرے: یہ کہ وہ بچہ کوئی حق ملکیت میں مستحق ہوگا، پہلے باپ کی ملکیت میں یا دوسرے کی؟

چوتھے: یہ کہ بعض امام سلام پھیر کر سر پر ہاتھ رکھتے ہیں تو کس مصلحت سے رکھتے ہیں؟

**الجواب:** کتاب ”بہشتی زیور“ نہ دیکھا کیجیے، اس کا دیکھنا حرام ہے، اس میں بہت سے مسائل غلط اور بہت باتیں گمراہی کی ہیں، اس کے مصنف کو تمام علمائے حرین شریفین نے بالاتفاق نام لے کر لکھا ہے: **مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ فَقَدْ كَفَرَ (حُسَامُ الْحَرَمَيْنِ عَلَى مَنْحَرِ الْكُفْرِ وَالْمَيْنِ، عربی مع اردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ ڈوناڈا سٹریٹ، ممبئی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا رشید روڈ، بلال گنج، لاہور) ”جو اس شخص مذکور کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔“**

یہ مسئلہ یوں ٹھیک نہیں بلکہ اگر چار مہینے دس دن عدت کے گزار کر عورت نکاح کر لے اور نکاح سے چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہو کہ موت شوہر سے دس مہینے دس ہی دن بعد ہوا، ہرگز پہلے شوہر کا نہ ٹھہرے گا، بلکہ اسی دوسرے کا ہے، پہلے شوہر کے ترکہ سے اُسے کچھ نہ ملے گا، یہ دوسرا شخص ہی اس کا باپ ہے، اگر یہ مرے گا تو وہ بچہ اس کا وارث ہوگا بلکہ اگر عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ بھی کرے، صرف اتنا ہو کہ چار ماہ دس دن بعد وہ اپنی عدت گزر جانے کا اقرار کر چکی ہو، اس کے چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا، جب بھی ہرگز اُس شوہر مُردہ کا نہ ٹھہرے گا۔ ”دُرِّ مختار“ میں ہے:

لو اقرت بمضيها بعد اربعة اشهر وعشرا فولدتہ لستة اشهر لم يثبت

”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

۱۳

لاحتمال حدودہ بعد الاقرار (ملخصاً)

(در مختار، فصل فی ثبوت النسب، جلد ۲۲، صفحہ ۲۲۲، مطبع مجتہائی، دہلی)

(ترجمہ): ”اگر عورت موتِ زوج کے وقت سے چار ماہ دس دن عدت گزرنے کا اقرار

کرے، پھر وقتِ اقرار سے پورے چھ ماہ میں بچہ کو جنم دے، تو بچے کا نسب ثابت نہ ہوگا

کیونکہ احتمال ہے کہ حمل کا حدوث اقرار کے بعد ہوا ہو۔“ (ت)

نماز کے بعد پیشانی پر ہاتھ رکھ کر دُعا پڑھنا، حدیث میں آیا ہے، کارڈ میں دعا لکھنے

کی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، صفحہ ۳۶۶، ۳۶۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ،

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

عوامِ مسلمین کو کتاب ”بہشتی زیور“ کا دیکھنا حرام ہے کیونکہ اس میں بہت

سے مسائل غلط، باطل اور گمراہانہ ہیں: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

مسئلہ ۸۵ تا ۸۶: از دادھن پور گجرات، قریب احمد آباد، قریب احمد آباد، مرسلہ حکیم

محمد میاں صاحب، ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ھ

(۱) ایک مولوی صاحب بعد ختم ہونے وعظ کے فرمانے لگے کہ ہم نے جو وعظ آپ

صاحبوں کو سنایا ہے وہ کلام اللہ اور حدیث سے سنایا ہے نہیں معلوم کہ یہ جھوٹ ہے یا سچ،

اس بات کا علم خدا کو ہے، یہ الفاظ مولوی صاحب نے کیوں فرمائے، ایسا کہنے سے آدمی

گنہگار ہوتا ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

(۲) مذکور مولوی صاحب ہر وعظ میں ”بہشتی زیور“ کے لیے خاص حکم دیتے ہیں، وہ

کتاب مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی تصانیف سے ہے، بہت سے ذی علم لوگوں کو

شک ہے اور ”بہشتی زیور“ پڑھنے کو منع کرتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے، اس کتاب میں کون

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے مسائل غلط ہیں اور کون سے صحیح؟ ان کا خلاصہ اور آپ اس کتاب کے لیے کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

**الجواب:**

(۱) یہ کہہ کر کہ میں نے تمہیں یہ وعظ قرآن وحدیث سے سنایا ہے، یہ کہنا کہ معلوم نہیں جھوٹ ہے یا سچ۔ قرآن عظیم کے صدق میں شک کرنا ہے اور تاویل اور تاویل بعید کی یہاں کچھ حاجت نہیں، اول تو الفاظ اس کے مساعد نہیں، پھر سوال دوم میں بیان مسائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واعظ ہر وعظ میں مسلمانوں کو ”بہشتی زیور“ منگانے کی ترغیب دیتا ہے، ایسا ہے تو عقیدہ کا دیوبندی معلوم ہوتا ہے اور دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید کے صدق میں ضرور شک ہے کہ وہ اللہ عزوجل کو جو بآپنا نہیں جانتے، بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ امکاناً جھوٹا ہے، پھر وعظ کو قرآن وحدیث سے بتا کر اس کے صدق و کذب میں شک کرنا ضرور کلمہ کفر ہے، مسلمانوں کو ایسے شخص کا وعظ سننا اور اسے وعظ کی مسند پر بٹھانا حرام ہے۔

(۲) ”بہشتی زیور“ ایک ایسے شخص کی تصنیف ہے جس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صریح گالی دی اور جس کی نسبت تمام علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق ”حُسام الحَرَمِین“ میں فرمایا ہے کہ:

من شک فی کفرہ وعذابه فقد کفر

((حُسام الحَرَمِین علی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْنِ، عربی مع اردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ ڈوناڈ اسٹریٹ، ممبئی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا شید روڈ، بلال گنج، لاہور))

”جو اس کی باتوں پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جاننا درکنار اس کے کافر ہونے میں شک بھی کرے وہ بھی کافر“۔



”بہشتی زیور“ کا دیکھنا عوام مسلمان بھائیوں کو حرام ہے، اس میں بہت سے مسائل گمراہی کے اور بہت سے مسائل غلط و باطل ہیں اور یہی کیا تھوڑا ہے کہ وہ ایسے کی تصنیف ہے جس کو مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علمائے کرام باتفاق فرما رہے ہیں کہ اس کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ (حُسامُ الْحَرَمِیْن عَلَی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمِیْن، عربی مع اردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ ڈونٹاڈا سٹریٹ، ممبئی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کپارشید روڈ، بلال گنج، لاہور)

زیادہ اطمینان درکار ہو تو کتاب ”حُسامُ الْحَرَمِیْن عَلَی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمِیْن“ مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی سے طلب کیجیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔  
(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۳۲۶، ۳۲۷، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

## کتاب ”بہشتی زیور“ ایمان کی قاتل ہے: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

مسئلہ ۱۲۹ تا ۱۲۷: مسئلہ آدم ابراہیم صاحب از کچھ انجاری ضلع کچھ بھونج بھوم پیر۔  
(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ لا الہ الا اللہ فرض ہے، محمد رسول اللہ واجب ہے، کیونکہ قرآنی آیت سے تو پورا کلمہ ایک جگہ ثابت نہیں، ہاں احادیث سے ضرور ثابت ہے، غلط ہے یا صحیح؟  
(۲) ایک شخص کہتا ہے کہ ہم کو قرآن وحدیث سے ضرور نہیں، تم آپ ہی اس کے ورق لوٹا کرو، نماز تم ہی پڑھو، سر نیچے اور چوڑا اوپر کون کرے، ایسے لوگوں کا کیا کہنا چاہیے؟ اور بیعت ان سے کرنا کس طرح ہے؟ زعم یہ ہے کہ قرآن مولویوں نے بنایا ہے، مولویوں کے قرآن کونہ ماننا چاہیے۔

(۳) ایک شخص بروئے حلف یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں وہابی نہیں، اللہ کو ایک جانتا

ہوں، رسول اللہ کو بھی برحق اور اولیائے عظام کو برابر جانتا ہوں، کرامت کا قائل ہوں، حنفی مذہب کا پابند ہوں، جو لوگ پھر بھی اعتبار نہ کریں تو کیا کیا جائے، قرآن اور اللہ پر یقین نہ کرنے والوں کو کیا کہا جائے؟۔ بینوا تو جروا۔

### الجواب:

(۱) وہ شخص جھوٹ کہتا ہے، شریعتِ مطہرہ پر افتراء کرتا ہے لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ دونوں کا ماننا فرض سے اعظم فرض اور یکساں فرض ہے، دونوں قرآن مجید میں ہیں، یکجا نہ ہونے سے ایک کی فرضیت کیوں جاتی رہی؟ بلکہ ان کی فرضیت تو قرآن مجید ماننے سے بھی مقدم ہے، قرآن مجید کا ماننا ان کے ماننے پر موقوف ہے، بلکہ ان میں بھی پہلا جملہ بغیر دوسرے جملہ کے بیکار ہے اور دوسرے جملہ کے ماننے میں پہلے کا ماننا خود آگیا، صرف لا الہ الا اللہ سے مسلمان نہیں ہو سکتا اور صرف محمد رسول اللہ سچے دل سے ماننا اسلام کے لیے کافی ہے، جو اسے مانے محال ہے کہ لا الہ الا اللہ نہ مانے۔ ”دُرِّ مختار“ میں ہے:

يلقن بذكر الشهادتين لان الاولى لا تقبل بدون الثانية

(دُرِّ مختار، باب صلوة الجنائز، جلد ۱، صفحہ ۱۱۹، مطبع مجتہائی، دہلی)

”(میت کو) دونوں شہادتوں کی تلقین کی جائے کیونکہ پہلی شہادت (توحید)

دوسری شہادت (رسالت) کے بغیر مقبول ہی نہیں۔“۔ (ت)

یہ کہنے والا اگر فرق فرض و واجب سے غافل ہے یونہی سنی سنائی اتنا جانتا ہے کہ فرض کا مرتبہ زیادہ ہے جب تو اسی قدر حکم ہے کہ کذاب ہے، بے باک ہے، شریعت پر مفتری ہے، مستحق عذاب نار ہے، اس پر توبہ فرض ہے، اور اگر فرق جان کر کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ (حضرت محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں۔ ت) کا ماننا

یقینی لازم نہیں، صرف ظنی ہے، تو قطعاً کافر مرتد ہے۔

(۲) اس میں تین الفاظ ملعونہ اور تینوں کفرِ خالص ہے، کافر، مرتد کے ہاتھ پر بیعت کیا معنی! جو ان اقوال پر مطلع ہو کر اسے مسلمان جانے یا اس کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔ ”بزازیہ“ و ”مجمع الانہر“ و ”دُرِّ مختار“ وغیرہا میں ہے:

من شک فی کفرہ وعذابه فقد کفر

(دُرِّ مختار، باب المرتد، جلد ۱، صفحہ ۳۵۶، مطبع مجبائی، دہلی)

”جس نے اس کے کفر و عذاب میں شک کیا، وہ بھی کافر ہے۔“ (ت)

(۳) اگر اس میں کوئی بات وہابیت کی نہ دیکھی، نہ کوئی قوی وجہ شُبہہ کی ہے تو بلا شُبہہ نہ کیا جائے، بدگمانی حرام ہے، اور اگر اس میں وہابیت پائی تو ثابت شدہ بات اس کی قسموں سے دفع نہ ہو جائے گی، وہابی اکثر ایسی قسمیں کھایا کرتے ہیں،

قال اللہ تعالیٰ: یَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا  
بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ (التوبة: ۷۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے نہ کہا۔ اور بیشک ضرور اُنہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آ کر بعد میں کافر ہو گئے۔“ (ت) نہ ان کی قسموں کا اعتبار۔

قال اللہ تعالیٰ: اِنَّهُمْ لَا اِيْمَانَ لَهُمْ (التوبة: ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”بیشک ان کی قسمیں کچھ نہیں۔“

اور اگر کسی وجہ سے شُبہہ ہے تو صرف ان قسموں پر قناعت نہ کریں، بلکہ اس سے دریافت کریں کہ تو اسمعیل دہلوی و نذیر حسین دہلوی و رشید احمد گنگوہی و قاسم نانوتوی و اشرف علی تھانوی اور اُن کی کتابوں ”تقویۃ الایمان“ و ”معیار الحق“ و ”براینِ قاطعہ“ و

”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

”تخذیر الناس“ و ”حفظ الایمان“ و ”بہشتی زیور“ وغیرہا کو کیسا جانتا ہے؟ اگر صاف کہے کہ یہ لوگ بے دین گمراہ ہیں اور یہ کتابیں کفر و ضلالت سے بھری ہوئی ہیں، تو ظاہر یہی ہے کہ وہابی نہیں، ورنہ ضرور وہابی ہے، جھوٹوں کی قسم پر اعتبار نہ کرنا، قرآن اور اللہ پر اعتبار نہ کرنا نہیں۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنفِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ اللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ أَنَّ الْمُنفِقِينَ لَكَاذِبُونَ ۖ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الْمُنْفِقُونَ: ۲، ۱)

”جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں، اور انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرایا تو اللہ کی راہ سے روکا، بیشک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں۔“

واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۳۷۹ تا ۳۸۱، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ،

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

کتاب ”بہشتی زیور“ کو اچھا کہنے والا دیوبندی ہے: اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

مسئلہ ۲۱۳ و ۲۱۴: از اسٹیشن بھوجی پورہ، آر۔ کے۔ آر۔ مسئلہ محمد صدیق دکاندار

سگریٹ و بساط خانہ ۲۸ صفر ۱۳۳۹ھ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص امامت کرتا ہے اور پڑھا لکھا بھی ہے، لڑکوں کو پڑھاتا بھی ہے، کچھ مسئلہ مسائل بھی جانتا ہے، اپنے آپ کو اہل سنت و جماعت کہتا ہے، بریلی میں جو جلسہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو خلافتِ اسلامیہ کے نام سے

ہوا، جس میں شوکت و محمد علی و مولانا ابولکلام آزاد و مسٹر گاندھی وغیرہ نے تقریریں کیں، اس جلسہ میں وہ شریک ہوا، اس جلسہ کی وہ بہت تعریف کرتا ہے اور کہتا ہے کہ:

(۱) اس جلسہ میں بہت اچھا بیان ہوا، اس جلسہ میں علما تھے، اس میں مکہ شریف، مدینہ شریف اور عرب شریف سے ترکوں کی خلافت چلے جانے اور چھن جانے کے حالات بیان ہوئے اور یہ بھی بیان ہوا کہ ہندوؤں کی دوستی کرنا قرآن پاک سے ثابت ہے، اور ان کے بیانات کا جلسہ کے لوگوں پر بہت اثر ہوا، اکثر روتے تھے، ساری خلقت ہزاروں آدمیوں کا جماؤ تھا، ہندو بھی شریک تھے اور مسلمانوں کا ساتھ دے رہے تھے، سب ایکہ کہ ساتھ کاروائی ہو رہی تھی، اور یہ بھی کہتا ہے کہ

(۲) انگریزوں سے دوستی اور ان کی نوکری اور ان کے اسکولوں میں پڑھنے کی اور اسلامی مدرسے کھولنے کی منادی ہو گئی، یہ بھی کہتا ہے کہ

(۳) بریلی کے اعلیٰ حضرت نے فتویٰ دیا ہے کہ ترکوں کی خلافت صحیح نہیں ہے۔

اور یہ بھی کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فتویٰ دیا ہے کہ

(۴) جو کوئی جلوس و جلسہ خلافت میں جائے گا اس کی بیوی نکاح سے باہر ہو جائے گی، وہ کافر ہو جائے گا، جب دیوبند کی بابت سوال کیا گیا تو کہتا ہے کہ

(۵) میں نہ اس کا مرید ہوں اور نہ بُرا کہتا ہوں، دیوبند کے مدرسہ کی تعریف کرتا ہے، ”بہشتی زیور“ وغیرہ کتابیں اس کے پاس موجود ہیں، تو اب علما سے سوال یہ ہے کہ شخص جو کہ خلافتِ ترکی صحیح مانتا ہے اور شریف صاحب کو بوجہ ترکوں سے جدا ہونے کے بُرا سمجھتا ہے اور جس کی باتیں اور خیالات اوپر بیان ہوئے، کیسا ہے؟ اس جملہ مذکورہ بالا میں شریک ہونا کیسا ہے؟ اور اس شخص کے کون کون سے خیالات و عقیدے بُرے ہیں؟، خدا و خدا کے رسول کے نزدیک ایسے خیالات رکھنے والے کیا حکم ہے؟ مفصل تحریر

”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

۲۱

فرمائیں تاکہ جو خیالات اس کے بُرے ہوں ان سے اہل سنت و جماعت بچنے کی کوشش کریں، جواب مہری و دستخطی ہونا چاہیے۔

**الجواب:**

جو شخص پڑھا لکھا ہو کہ مدرسہ دیوبند کی تعریف کرے اور دیوبندیوں کی نسبت کہے کہ میں ان کو بُرا نہیں کہتا۔ اس قدر اس کے مسلمان نہ ہونے کو بس ہے، علمائے کرام حرمین طہیین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ یہ لوگ کفار، مرتد ہیں، اور فرمایا: مَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكَفَرِهِ فَقَدْ كَفَرَ (حَسَامُ الْحَرَمَيْنِ عَلَى مَنْحَرِ الْكُفْرِ وَالْمَيْنِ، عربی مع اردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ ڈوناڈ اسٹریٹ، ممبئی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کپاشید روڈ، بلال گنج، لاہور) ”جو اُن کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر“۔ تعظیمِ مشرک کے جلوس میں شریک ہونا ضرور حرام ہے، اس کی یہاں سے ممانعت پیش کی گئی اور یہ افتراء ہے کہ مطلقاً شریک ہونے والے کا نکاح باطل بتایا گیا، مگر اس افتراء کا عجب کیا ہے جبکہ وہ خود اس مفتری جلسہ کو پسند کرتا ہے اور اس کے افتراء کا خود ناقل ہے کہ ”ہندوؤں کی دوستی کرنا قرآن سے ثابت ہے“ حالانکہ قرآنِ عظیم جابجا اس کے خلاف پر ناطق ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز باطل محض ہے، اور اسے امامت سے علیحدہ کرنا فرض ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۵۹۵، ۵۹۶، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ،

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

**Click For More Books**

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

۲۲

حرمین شریفین کے علما نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ جو مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی (مؤلف حفظ الایمان و بہشتی زیور) کی گستاخانہ عبارت پر واقف ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے: اعلیٰ حضرت

مسئلہ ۲۷۶ و ۲۷۷: از: رادھن پور گجرات، قریب احمد آباد، مرسلہ حکیم محمد میاں

صاحب، ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ

(۱) ایک مولوی صاحب وعظ میں اس طرح کہتے تھے: ”اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے کلام پاک میں یوں ارشاد فرماتے ہیں“ اور کبھی اس طرح کہتے تھے: ”ارشاد فرماتا ہے“ کہیں تو ”اللہ فرماتے ہیں“ اور کہیں ”اللہ فرماتا ہے“، ایسے کلام کے کہنے سے انسان پر کفر، شرک تو لازم نہیں آتا؟ یا آتا ہے؟ گناہ گار ہوتا ہے یا نہیں؟ اور کتابوں مصنف نے ”اللہ فرماتے ہیں“ کیوں نہیں لکھا؟ اور ”فرماتا ہے“ لکھا، کیا وجہ؟

(۲) ابھی چند روز کی بات ہے کہ ایک شہر سے فتوے آئے ہیں، اس میں کئی مہریں ہیں، اس میں لکھا ہے کہ ”بہشتی زیور“ سے انکار کرنے والا کافر ہے، اس کی عورت بھی نکاح سے خارج ہوگئی، اقرار و انکار کرنے والے مسلمان ہی ہیں، مسلمانوں کو کافر کہنا جائز ہے؟ جنھوں نے مسلمانوں کا کافر کہا اسے کیا (کہنا) چاہیے؟

**الجواب:**

(۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ضمائر مفرد سے یاد کرنا مناسب ہے کہ وہ واحد فرد وتر ہے اور تعظیماً ضمائر جمع میں بھی حرج نہیں، اس کی نظیر قرآن عظیم میں ضمائر متکلم ہیں، تو صد ہا جگہ ہے: (مثلاً)

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (الْحَجَر: ۹)

”بیشک ہم نے اُتارا ہے یہ قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں“۔ (ت)

**Click For More Books**

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور ضمائرِ خطاب میں صرف ایک جگہ ہے، وہ بھی کلامِ کافر سے کہ عرض کرے گا:  
رَبِّ ارْجِعُونِ لَعَلِّيَ اَعْمَلُ صَالِحًا (الْمُؤْمِنُونَ: ۹۹، ۱۰۰) ”اے میرے رب مجھے واپس پھیر دیجیے، شاید اب میں کچھ بھلائی کماؤں“۔ (ت) اس میں علما نے تاویل فرمادی کہ یہ ارجع کی جمع باعتبار تکرار ہے یعنی ارجع ارجع ارجع، ہاں ضمائرِ غیبت میں بے ذکر مرجع صغی جمع فارسی، اور اردو میں بکثرت بلائیں رائج ہیں۔ ع

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

(آسمان امانت کا بوجھ نہ اٹھاسکا، قرعہ فال مجھ دیوانے کے نام نکلا۔ ت)

ع سعدیا روز اول جنگ بہ ترکان دادند

(اے سعدی! روزِ اوّل سے جنگ ترکوں کو دے دی گئی ہے۔ ت)

ہ زُرویت ماہ تابان آفریدند

زقذت سر و بستان آفریدند

(تیرے چہرہ اقدس سے روشن چاند پیدا ہوتے ہیں تیرے قدرِ انور سے

باغ کے سرو اُگتے ہیں۔ ت)

ایسی جگہ لوگ کارکنانِ قضاء و قدر کو مرجع بتاتے ہیں، بہر حال یونہی کہنا مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، مگر اس میں کفر و شرک کا حکم کسی طرح نہیں ہو سکتا، نہ گناہ ہی کہا جائے گا، بلکہ خلافِ اولیٰ۔

(۲) مسلمان کو کافر ٹھہرانا کفر ہے مگر اس کی کیا شکایت کہ ”بہشتی زیور“ کا مصنف اور اس کے ماننے والے وہی ہیں جن کو علمائے حرمین شریفین فرما چکے کہ ”جو ان کے گُفر میں شک کرے، خود کافر ہے۔“ (حُسامُ الْحَرَمِیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمِیْنِ، عربی مع اردو ترجمہ،

صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ ڈونٹاڈ اسٹریٹ، ممبئی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کپارشید روڈ، بلال گنج، لاہور)

واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۶۴۸، ۶۴۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ،

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

مسلمانوں کی ارواح کے اپنے گھروں میں آنے سے انکار پر مشتمل ”بہشتی زیور“ میں درج مولوی اشرف علی تھانوی کے موقف کا مدلل رد، اور مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنے موقف کے دفاع سے فرار:

مسئلہ ۳۲۴: از قبضہ کسیر کلاں ڈاک خانہ خاص ضلع بلندشہر، مرسلہ عبدالشکور صاحب،

۵ رمضان ۱۳۳۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طریقت شعار حقیقت آثار جناب مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام ظلکم وفضلکم، بعد ابلاغ سلام مسنون الاسلام کے گزارش ہے، کیا فرماتے ہیں علمائے دین سوالات ذیل میں کہ ”بہشتی زیور“ کے چھٹے حصے میں لکھا ہے کہ ”مردوں کہ روحیں اوقات متبرکہ شب جمعہ وغیرہ اپنے گھروں کو نہیں آتیں، اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا دیکھو، جب بھی ایسا عقیدہ مت رکھنا“

((”بہشتی زیور“، چھٹا حصہ، تیسرا باب، عنوان: ان رسوں کا بیان، جو کسی کے مرنے میں برقی جاتی ہیں، صفحہ ۶۸، مطبوعہ مطبع انتظامی، کانپور۔ اشاعت ۱۹۱۸ء۔ ایضاً صفحہ ۵۰۲، مطبوعہ المکتبۃ المدنیۃ، ۱۷۔ اردو بازار، لاہور))

باوجود احادیث صحیحہ اور اکثر روایات کُتب معتبرہ اہل سنت وجماعت سے ارواح کا آنا ثابت، اس باب میں ہر چند مولوی اشرف علی تھانوی سے ان سب کتابوں کے

اسمائے طیبہ وحوالہ جات جن سے ارواح کا آنا ثابت، لکھ کر دریافت کیا کہ کیا یہ سب کتابیں ایسی ویسی ہیں؟، اگر ایسی ویسی نہیں تو ان کو ایسی ویسی کہنے والے کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟ اس پر مولوی صاحب نے جو جوابات جملہ خطوں کے بغیر دستخط اپنے تحریر فرمائے ہیں وہ قابلِ ملاحظہ حضور ہیں، لہذا ہر ایک خط کی نقل مع جواب اس کے تحریر کی جاتی ہے۔

(عزیزی منظور مد عمر کا پہلا خط بنام مولوی اشرف علی تھانوی) جناب مولوی صاحب بعد السلام علیکم! عرض ہے کہ جناب کی بعض تصنیفات مثل ”بہشتی زیور“ وغیرہ میں جملہ رسومِ مروجہ اہل اسلام مثلاً قیامِ میلاد شریف، واعراسِ بزرگانِ دین و تعینِ گیارہویں شریف و طریقِ نیازِ ایصالِ ثوابِ میت اور دُعا کے لیے بروقت فاتحہ ہاتھ اٹھانا اور میت کا تہجاء، دسواں، بیسواں، چہلم، سہ ماہی، ششماہی، برسی، سات جمعراتیں کرنا، اور بزرگوں سے استمداد چاہنا اور ان کے مزاروں پر چادریں چڑھانا اور عورتوں کو قبورِ اولیائے کرام پر بغرضِ زیارت کے جانا وغیرہ وغیرہ ناجائز و بدعت لکھا ہے، اور ان ایام میں ہماری طرف ایک رسالہ ”موسوسہ ”مفید آخرت“ حصہ اوّل و دُوم چھپ کر شائع ہوئے ہیں، بغرض ملاحظہ جناب ہمراہ تحریرِ ہذا ارسال ہیں، ان دونوں حصوں میں امورِ متذکرہ بالا کو بہ دلائل احادیث و اقوالِ مشائخِ کرام، علمائے عظام و روایاتِ فقہ، جائز و مستحسن ثابت کیا گیا ہے اور نیز جناب نے ”بہشتی زیور“ کے حصہ چھ کے اس بیان میں جس میں ان رسموں کے بیان ہے جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں، لکھا ہے:

”بعض یہ سمجھتے ہیں کہ ان تاریخوں اور جمعرات کے دن اور شبِ برأت وغیرہ کے دنوں میں مُردوں کی روئیں گھروں میں آتی ہیں، اس بات کی بھی شرع شریف میں کچھ اصل نہیں اور ان کے آنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ کیونکہ جو کچھ ثوابِ مُردوں کو پہنچایا

جاتا ہے اس کو خود اس کے ٹھکانے پر پہنچ جاتا ہے، پھر اس کو کون ضرور ہے کہ مارا مارا پھرے، پھر یہ بھی ہے کہ اگر مردہ نیک اور بہشتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا؟ اور اگر بد اور دوزخی، تو اس کو فرشتے کیوں چھوڑیں گے کہ عتاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے؟ غرض یہ بات بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے، اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو، تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا، جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں، وہ بھروسہ کی نہیں ہے۔“

((بہشتی زیور، چھٹا حصہ، تیسرا باب، عنوان: ان رسوم کا بیان، جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں، صفحہ ۶۸، مطبوعہ مطبع انتظامی، کانپور۔ اشاعت ۱۹۱۸ء۔ ایضاً صفحہ ۵۰۲، مطبوعہ المکتبۃ المدنیۃ، ۷۱-اردو بازار، لاہور))

برخلاف اس کے جناب مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب رام پوری نے اپنی کتاب ”عمدة الفائحہ“ میں ارواحِ موتی کا اوقاتِ متبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا احادیث و کتبِ فقہ، اقوالِ مشائخِ کرام و علمائے عظام سے ثابت کیا ہے، مشتمل نمونہ وہ روایات بھی یہاں لکھی جاتی ہیں، سُنئے،

☆ ”اشعة الممعات“ میں مولانا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”در بعضے روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانۂ خود راشبِ جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند ازوے یانہ“۔

”بعض روایات میں منقول ہے کہ جمعہ کی رات میت کی رُوح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہیں کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہیں۔“ (ت)

(اشعة الممعات، باب زیارت القبور، جلد ۱، صفحہ ۷۱۶، ۷۱۷، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

☆ ”دقائق الاخبار“ مصنفہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ہے:  
”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جس دن ہوتا ہے دن عید  
کا، یا دن جمعہ کا، یا روزِ عاشورہ کا، یا شبِ نصف شعبان، آتی ہیں رُوحیں مُردوں کی، اور  
کھڑی ہوتی ہیں اُوپر دروازوں اپنے گھروں کے، پس کہتی ہیں: آیا ہے کوئی کہ یاد رکھتا ہے  
مجبھ کو؟، آیا ہے کوئی کہ رحم کرے اوپر ہمارے؟، آیا ہے کوئی کہ یاد کرے غربت  
ہماری کو؟، اے وہ لوگو! کہ رہتے ہو تم بیچ گھروں ہمارے کے، اے لوگو! اچھے ہوئے تم  
ساتھ اس کے اور بد بخت ہم ساتھ اس کے ہوئے، اور اے لوگو! کھڑے ہو تم بیچ کشادہ  
محلوں ہمارے کے، اور ہم درمیان قبروں تنگ کے، اور آیا ہے اے لوگو! ذلیل کیا تم نے  
یتیموں ہمارے کو، اے لوگو! نکاح کیا تم نے ساتھ عورتوں ہماری کے، آیا ہے کہ یاد کرے  
کوئی بیچ غربت اور فقر ہمارے کے، اعمال نامے تمہارے کشادہ ہیں اور اعمال نامے  
ہمارے لپیٹے گئے۔“

((دقائق الاخبار، عربی، صفحہ ۷۱، مطبوعہ مصر۔ منسوب بہ الامام عبدالرحیم القاضی۔  
ایضاً، عربی مخ اردو ترجمہ، صفحہ ۶۱ و ۶۲، مطبوعہ در مطبع قیومی، کانپور۔ مترجم مولوی میر محمد ساکن میرٹھ۔  
ایضاً اردو ترجمہ بنام فُرْقۃ الابصار، صفحہ ۱۲۳ تا ۱۲۵، مطبوعہ مکتبہ قادریہ سکندریہ، حزب الاحناف،  
گنج بخش روڈ، لاہور۔ منسوب بہ امام غزالی۔ مترجم: مولانا محبت علی قادری رَحْمَةُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ))  
☆ اور قریب قریب روایت اسی مضمون کی کتاب ”درر الحسان“ میں امام سیوطی  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں:

وعن عباس رضى الله تعالى عنهما اذا كان يوم العيد ويوم العشر  
ويوم الجمعة الاولى من شهر رجب وليلة النصف من شعبان وليلة  
الجمعة يخرج الاموات من قبورهم ويقفون على ابواب بيوتهم ويقولون  
ترحموا علينا في هذه الليلة بصدقة ولولبلقمة من خبز فانا محتاجون اليها



فان لم يجدوا شيئا يرجعون بالحسرة.

(درر الحسان في البعث والجنان، صفحہ ۱۵، ۱۶، مطبوعہ المكتبة الكاسلية، مصر)  
”حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے جب عید کا دن، دسویں دن، ماہ رجب کا پہلا جمعہ، شبِ برأت (شعبان کی نصف) اور جمعہ کی رات آتی ہے تو اموات اپنی قبور سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہماری طرف سے اس رات صدقہ کرو، اگرچہ روٹی کا ایک لقمہ ہی دو، کیونکہ ہم اس کے ضرورت مند ہیں، اگر وہ کچھ صدقہ نہ کریں تو بڑے افسوس سے لوٹتے ہیں۔“ (ت)  
☆ ”دستور القضاة“ مصنفہ صدر الدین رشید تبریزی میں ”فتاویٰ نسفیہ“ سے منقول ہے:

ان ارواح المؤمنین یأتون فی کل لیلة الجمعة ویوم الجمعة  
فیقومون بفناء بیوتهم ثم ینادون کل واحد منهم بصوت حزين یا اھلی  
واولادی و اقربائی اعطفوا علینا بالصدقة واذ کرنا ولا تنسونا وارحمونا  
فی غربتنا قد کان هذا المال الذی فی ایدیکم فی ایدینا فیرجعون منهم  
باکیاً حزیناً ثم ینادی کل واحد منهم بصوت حزين اللهم قنطھم اللہ من  
الرحمة کما قنطونا من الدعاء والصدقة

(دستور القضاة، الباب التاسع عشر فی الزیارة، صفحہ ۱۴۹، مخطوط)

”اہل ایمان کی ارواح ہر جمعہ کی رات اور دن کو اپنے گھروں کے صحن میں آ کر غمناک آواز دیتی ہیں: اے میرے گھر والو، اے میری اولاد، اے میرے رشتہ دارو، ہم پر صدقہ کر کے مہربانی کرو، ہمیں یاد رکھو، ہمیں بھول نہ جاؤ، ہماری غربت پر رحم کرو، یہ مال جو تمہارے ہاتھوں میں ہے یہ کبھی ہمارے پاس بھی تھا، پھر وہ غمگین روتے ہوئے واپس جاتے ہیں، پھر ان میں سے ہر کوئی غمگین آواز سے کہتا ہے: اے اللہ! ان کو رحمت سے

اسی طرح دُور فرما، جس طرح انھوں نے ہمیں دعا و صدقہ سے مایوس کیا ہے۔“ (ت)

☆ ”اشباہ والنظائر“ احکامِ جمعہ میں مسطور ہے:

وفیہ یجتمع الارواح

((الاشباہ والنظائر، باب احکام الجمعہ، جلد ۲، صفحہ ۲۳۹، ادارة القرآن، کراچی))

یعنی ”جمعہ کے دن رُوحیں اکٹھی ہوتی ہیں۔“

☆ ”روضۃ الریاحین“ میں ہے:

مذهب اهل السنة ان ارواح الموتی ترجع فی بعض الاوقات من  
عَلَّیْن وسجین یاتون الی اجسادهم فی قبورهم عندما یرید اللہ تعالیٰ  
وخصوصاً فی لیلة الجمعة ویجلسون ویحدثون.

((روضُ الرِّیاحین فی حَکایاتِ الصَّالِحین، الحَکایة الثامنة والستون بعد المائة،  
صفحہ ۱۲۸، مطبوعہ مکتبہ معروفيہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی اسٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ روض الریاحین  
اُردو ترجمہ بنام نزہۃ البساتین، صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک،  
کراچی۔ مترجم: مولوی جعفر علی ٹیکنوی۔ ایضاً اُردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۰، مطبوعہ دارالاشاعت،  
ایم اے جناح روڈ، اُردو بازار، کراچی))

”اہل السنّت کا مذہب یہ ہے کہ اموات کی ارواح جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے عَلَّیْن  
اور سَجین سے اپنے اجسام کی طرف آتی ہیں خصوصاً جمعہ کی رات، دن میں آپس میں بیٹھ کر  
گفتگو کرتی ہیں۔“ (ت)

بخوفِ تطویل اس قدر ہی روایات پر بس، ورنہ اور بھی کتبِ معتبرہ ”خزانة  
الروایات“ اور ”عوارف المعارف“ اور ”تذکرۃ الموتی“ مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب  
رحمة اللہ تعالیٰ سے ارواحِ موتی کا اوقاتِ متبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا ثابت ہے۔  
(تذکرۃ الموتی والقبور، فارسی، صفحہ، مطبوعہ نوری کتب خانہ، کانسٹی روڈ، کوئٹہ۔

ایضاً صفحہ ۳۶، ۳۷، مطبوعہ در مطبع نظامی، کانپور۔ اشاعت: ۱۲۷۹ھ) چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”فتاویٰ عزیزی“ ترجمہ ”سرور عزیزی“ میں فرماتے ہیں:

”مُر دے اوقاتِ متبرکہ کہ میں مثلاً شبِ قدر اور شبِ جمعہ میں اپنے اُن عزیزوں کے پاس گزرتے ہیں کہ وہ عزیز اُن اموات کو یاد کرتے ہیں۔“ قدرِ ضرورت۔

((فتاویٰ عزیزی، فارسی، جلد ۲، صفحہ ۱۱۱، مطبوعہ مطبع مجتہائی، دہلی۔ ۱۳۲۶ھ۔ ایضاً اردو ترجمہ، صفحہ ۱۵۸، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ ”فتاویٰ عزیزی“ ترجمہ ”سرور عزیزی“، جلد ۲، صفحہ ۲۶۲، مطبوعہ مطبع مجیدی، کانپور۔ مترجم: مولوی عبدالواجد نولوی غازی پوری۔ طباعت: ربیع الاول ۱۳۳۲ھ/فروری ۱۹۱۴ء))

جناب آپ کی عبارتِ بالا دیکھنے اور ان سب روایات کے غور کرنے سے عوام الناس نہایت متلائے اوہام اور مشکوک ہیں، اب سوال یہ ہے کہ آپ کے اقوال قابلِ تسلیم یا یہ جملہ روایات منقولہ اور کتب حوالہ جات، روایات منقولہ کو کیا تصور کیا جائے؟ آیا یہ سب کتابیں ایسی ویسی ہیں جن کی عالم سند نہیں رکھتے؟، یا یہ کہ بھروسہ کی ہیں؟، اور مصنفین کتب مذکورہ کے اقوال قابلِ ماننے کے ہیں یا نہیں؟ ”مفیدِ آخرت“ میں جو کچھ تحقیق کیا ہے وہ صحیح ہے یا نہیں؟ یا یہ کہ وہی درست ہے جو جناب کی کتاب ”زشتی زیور“ (بہشتی زیور) وغیرہ میں لکھا ہے؟، عند اللہ بواپسی ڈاک جواب باصواب بنظر انصاف مستفید فرمائیے تاکہ خاطر جمع ہوں، اللہ آپ کو اس کی جزائے خیر دے گا، جواب کے واسطے ٹکٹ مرسل ہے، ۵ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ۔

**(پہلے خط کا جواب از طرف تھانوی):**

”السلام علیکم اگر تقلید پر اکتفا ہے تو جو شخص آپ کے نزدیک قابلِ اعتماد ہو اس کا اتباع کیجیے اور اگر تحقیق کا شوق ہے تو یہ خط لے کر تشریف لے آئیے، بشرطیکہ کچھ علوم

دینیہ سے مناسبت بھی ہو۔“

### (دوسرا خط بنام تھانوی):

جناب تھانوی صاحب! السلام علیکم، کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ  
آنا اپنے گھروں کو ارواحِ موتی کا اوقاتِ متبرکہ مثل شبِ جمعہ وغیرہ میں احادیثِ صحیحہ  
سے ثابت ہے، جیسا کہ ”اشعۃ اللمعات“ میں ہے:

”در بعضے روایات آمدہ است کہ روح میت می آید خانۂ خود را شبِ  
جمعہ پس نظر می کند کہ تصدق می کنند ازوے یانہ“۔

”بعض روایات میں منقول ہے کہ جمعہ کی رات میت کی رُوح اپنے گھر آتی ہے  
اور دیکھتی ہیں کہ اس کی طرف سے صدقہ کیا گیا ہے یا نہیں۔“ (ت)

(اشعۃ اللمعات، باب زیارت القبر، جلد ۱، صفحہ ۷۱۶، ۷۱۷، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

اور نیز اکثر کتبِ معتبرہ اہل سنت و جماعت، فقہ وحدیث وتفسیر مثلاً ”دقائق  
الاجبار“، ”دررالحسان“، ”دستور القضاۃ“، ”فتاویٰ نسفیہ“، ”اشباہ والنظائر“،

”روضۃ الریاحین“، ”خزانۃ الروایات“، ”عوارف المعارف“، ”تذکرۃ لموتی“،

”فتاویٰ عزیزی“، و ”تفسیر عزیزی“ میں ارواح کا آنا مسطور، لیکن جناب کی ”زشتی

زیور“ (بہشتی زیور) کے حصہ چھ میں ”ارواحِ موتی کا اوقاتِ متبرکہ میں اپنے گھروں میں نہ

آنا“ اس شد و مد کے ساتھ مذکور کہ ”اگر ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا

اعتقاد مت رکھنا“ تو سوال یہ ہے کہ یہ لکھنا جناب کا کس صورت پر محمول کیا جاوے، آیا سب

کتبا میں مذکور الصدر جن سے ارواح کا آنا ثابت ہے، ایسی ویسی کتب ہیں؟ اور اگر نہیں تو ان

کتبوں کو ایسی ویسی سمجھنے والے کے حق میں شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ عند اللہ غور فرما کر

جوابِ حق سے مع مہر اور دستخط کے درلغ نہ کریئے گا۔ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۷ھ۔

## (دوسرے خط کا جواب از طرف تھانوی):

”وعلیکم السلام، چونکہ اندازِ عبارت سے مقصود اعتراض معلوم ہوتا ہے اور جس پر اعتراض کرنا مقصود ہو اس سے استفسار کرنا نامناسب ہے، اس لیے جواب نہیں دیا گیا کیونکہ مقصود استفتاء سے دوسرا ہوتا ہے یعنی طلب حکم العمل، اور ان دونوں غرضوں سے منافات معلوم۔“

## (تیسرا خط بنام تھانوی)

”جناب، السلام علیکم، افسوس مسئلہ حل طلب جناب کو دوبارہ لکھا، لیکن جواب جواب باوجود یکہ فقیر کو نہ اعتراض مرغوب، نہ کوئی مناظرہ محبوب، بلکہ اظہارِ حق مطلوب، کتبِ معتبرہ اہل سنت و جماعت جن کے اسمائے طیبہ پچھلے خطوں میں بالتصریح مذکور، جب یہ ایسی ویسی نہیں، تو ان کو ایسی ویسی سمجھنے والے کی نسبت جو حکم شرع ہو اس کے لکھنے میں آپ کو کیا تاثر مل ہے؟، ہاں البتہ آپ کے اس لفظ ایسی ویسی کے لکھنے میں شامل ضرور ہوتی ہیں، شاید جس کی وجہ سے اظہارِ حق میں کچھ دریغ ہے، اگر بہ تقاضائے بشریت جناب سے کوئی سہو و خطا اس کلمہ ”ایسی ویسی“ کے لکھنے میں مضر ہے تو آگاہیت پر ان کلمات کی واپسی میں کیا عذر ہے؟ اور اگر خاص کوئی تاویل ہے تو اس سے عند اللہ مع دستخط و مہر کے بواپسی ڈاک صاف طور سے عوام کو مطلع فرمادیجیے گا بلحاظ اس کے تاکہ ظن قائم کریں، اگر آپ نے صاف صاف جواب جواب بھی نہ دیا تو پھر مجبوراً یہی متصور ہوگا کہ آپ کو کتبِ معلومہ سے انحراف ہے، اس پر پھر جو حکم شرعی ہوگا علمائے اہل سنت و جماعت سے استفتاء لے کر بذریعہ اشتہار مشہر کر دیا جائے گا، ۹ فروری ۱۹۱۹ء۔“

## (تیسرے خط کا جواب از طرف تھانوی):

”السلام علیکم، مجھ کو جو کچھ عرض کرنا تھا کر چکا، فقط۔“

جناب من! تینوں خط مع جواب ان کے پیش خدمت بعد ملاحظہ مخفی نہ رہے گا مولوی صاحب نے اصل جواب کے دینے میں کس قدر ایچ پیج لگائے ہیں، اور جو مقصود سوال تھا ان کے جوابات میں وہ قطعی مفقود، اب سوال یہ ہے کہ اس عبارت ”زشتی زیور“ (بہشتی زیور) سے کہ جس میں لکھا ہے: ”ارواح موتی کا اوقاتِ تبرکہ میں اپنے گھروں کو آنا اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو، تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا۔“

اس سے اور نیز خطوطِ مذکورہ کے جوابات سے یہ امر ثابت ہے یا نہیں کہ مولوی صاحب کو جملہ احادیث و روایات، کتبِ معتبرہ اہل سنت و جماعت، جن میں ارواح کا اثبات، ایسی ویسی تسلیم، اور جو شخص ان سب احادیث و روایات کو ایسی ویسی کہے اس کی نسبت شرع شریف میں کیا حکم ہے؟

## الجواب

تھانوی نے ”حفظ الایمان“ حضور اقدس سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صریح توہین کی اور شدید گالیاں دیں، جس پر علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق اس پر حکمِ کفر دیا اور صاف فرما دیا کہ:

من شک فی کفرہ وعذابه فقد کفر

((حُسامُ الْحَرَمَیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمِیْنِ، عربی مع اردو ترجمہ، صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ رضا اکیڈمی، ۵۲ و ۵۳ نمائندہ اسٹریٹ، ممبئی۔ ایضاً صفحہ ۱۹۸، مطبوعہ النور یہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی، کچا شید روڈ، بلال گنج، لاہور))

”جو اس کے اقوال پر مطلع ہو کر اس کے کافر ہونے میں شک بھی کرے، وہ بھی

کافر ہے۔“

اس کے بعد اس کی ایسی ویسی باتوں پر کیا التفات اور کتبِ دینیہ کی توہین کی کیا شکایت؟، ماعلیٰ مثله بعد الخطاء (”خطا کے بعد اس کی مثل مجھ پر نہیں۔“ ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۴، صفحہ ۶۹۲ تا ۶۹۸، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ،

اندرن لوہاری دروازہ، لاہور)

**عوامِ مسلمین کو ”بہشتی زیور“ کا پڑھنا، پڑھانا حرام ہے: اعلیٰ حضرت**

مسئلہ ۳۳۳: مسئلہ سیٹھ حاجی اتو صاحب از پور بندر، کاٹھیاواڑ، شنبہ ۶ رمضان

شریف ۱۳۳۲ھ۔

کیا فرماتے ہیں علماء اس مسئلہ میں کہ گجراتی زبان لڑکیوں کو غیر مذہب والی عورتوں سے سیکھوانا یعنی پڑھوانا اور نیز لکھنے کی تعلیم دلوانا جیسے ہندوانی و آریہ مذہب والی عورتوں سے قبل واقفیت ضروری علمِ دینی کے جائز ہے یا نہیں؟ یعنی اپنے دینِ حقہ کے مسائل اور دیگر مسائلِ روزمرہ مثل نماز و روزہ وغیرہ کے پہلے اور نیز اُردو کی دنیوی کتابیں پڑھوانے کے واسطے کیا حکم ہے؟ یعنی ہم لوگوں نے مدرسہ قائم کیا ہے، اس مدرسہ میں عربی، اُردو، گجراتی علم پڑھایا جاتا ہے، اب ہم علمائے دین سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ گجراتی علم درست ہو تو ہندو عورتوں سے پڑھوانا جائز ہے یا نہیں؟ اور لڑکیوں کو لکھنا اور پڑھانا سکھانا جائز ہے یا نہیں؟ اور یہی علومِ مسلمان عورتوں سے سیکھنا درست ہے یا نہیں؟ فقط۔

**الجواب**

عورتوں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا منع ہے۔ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں: لَا تَعْلَمُوْہُنِ الْکِتَابَۃَ (عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ)  
(الکامل لابن عدی، ترجمہ جعفر بن نصر، جلد ۲، صفحہ ۵۷۵، دار الفکر، بیروت)

اس میں فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے، اور اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے:

وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (البقرة: ۱۹۱)

”فتنہ قتل سے بھی سخت ہے۔“

حضرت لقمان علی الانبیاء الکرام وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک لڑکی  
کتاب میں ایسی تعلیم ہوتے ہوئے دیکھی، فرمایا:

لَمَنْ یَصْقِلْ هَذَا السِّیْفَ

(الفتاویٰ الحدیثیہ، مطلب یکرہ تعلیم النساء الکتابۃ، صفحہ ۶۳، المطبعة الجمالیہ،

مصر۔ ایضاً صفحہ ۱۵۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان)

”یہ تلوار کس کے لیے صقل کی جا رہی ہے۔“

یہ انہوں نے اپنے زمانے کی نسبت فرمایا، اب تو جیسے فتنہ کا زمانہ ہے ظاہر، اس  
لیے ”دُرِّ مختار“ وغیرہ میں فرمایا:

مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اَهْلَ زَمَانِهِ فَهُوَ جَاهِلٌ

(دُرِّ مختار، کتاب الصلوٰۃ، باب الوتر والنوافل، جلد ۱، صفحہ ۹۹، مطبع مجتہبائی، دہلی)

”جو کوئی اپنے زمانے کے لوگوں کے حالات سے ناواقف ہے وہ نادان ہے۔“ (ت)

غیر مذہب والیوں کی صحبت آگ ہے، ذی علم، عاقل بالغ مردوں کے مذہب اس  
میں بگڑ گئے ہیں، عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے، یہ تابعین کے زمانہ میں ایک  
بڑا محدث تھا، خارجی مذہب کی عورت کی صحبت میں معاذ اللہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعویٰ  
کیا تھا کہ اُسے سُنّی کرنا چاہتا ہے، جب صحبت کی یہ حالت، تو اُستاد بنانا کس درجہ بدتر ہے



”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

کہ اُستاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے، اور پھر کمسن لڑکیاں کچی لکڑی، جدھر کو پھیری گئی، پھر جائیں گی، تو غیر مذہب عورت کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دے گا جو آپ دین سے واسطہ نہیں رکھتا، اور اپنے بچوں کے بددین ہو جانے کی پرواہ نہیں رکھتا، شریعت کا تو یہ حکم ہے کہ کافرہ عورت سے مسلمان عورت کو ایسا پردہ واجب ہے جیسا انہیں مرد سے، یعنی سر کے بالوں کا کوئی حصہ یا بازو یا کلائی یا گلے سے پاؤں کے رگڑوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصہ مسلمان عورت کا کافرہ عورت کے ساتھ کھٹا ہونا جائز نہیں۔ ”دُرِّ مختار“ و ”تنویر الابصار“ میں ہے:

والذمۃ کالرجل الاجنبی فی الاصح فلا تنظر الی بدن المسلمۃ  
(دُرِّ مختار شرح تنویر الابصار، کتاب الحظرو الاباحۃ، فصل فی النظر والمس،  
جلد ۲، صفحہ ۲۳۲)

”ذمیرہ زیادہ صحیح قول میں غیر محرم مرد کی طرح ہے، لہذا وہ کسی مسلمان عورت کے جسم کو نہ دیکھے۔“ (ت)

یہ حکم اس کافرہ کی نسبت فرمایا جو سلطنتِ اسلام میں مطیع الاسلام ہو کر رہتی ہے، پھر اس کا کیا ذکر جو مطیع الاسلام بھی نہیں، اہلسنت وجماعت کے عقیدے اور طہارت و نماز و روزہ کے مسئلے سیکھنا سب پر فرض ہے اور ان کی معتبر کتابیں جیسے عقائد میں مختصر رسالہ ”عرفانِ ایمان“ وغیرہ (نہ وہ کتابیں کہ بے دینوں یا بد مذہبوں نے لکھیں جیسے ”بہشتی زیور“ وغیرہ کہ ایسی کتابیں پڑھنا، پڑھانا حرام ہے) غرض سنی عالم کی اُردو تصنیف صحیح العقیدہ، نیک خصلت سے پڑھوانا ضروری ہے، ان ضروریات اور قرآنِ عظیم پڑھنے کے بعد پھر اگر اُردو یا گجراتی کی دنیوی کتاب جس میں کوئی بات نہ دین کے خلاف ہو، نہ بے شرمی کی، نہ اخلاق و عادات پر بُرا اثر ڈالنے کی، اور پڑھانے والی عورت

سُنی مسلمان، پارسا، حیا دار ہو تو کوئی حرج نہیں<sup>(۱)</sup>، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۳، صفحہ ۶۹۱ تا ۶۹۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

(۱۰)

مسئلہ ۳ تا ۷: از اسارا ڈاکخانہ کرہٹل ضلع میرٹھ، مدرسہ حفاظتِ اسلام، مرسلہ نشی محمود علی، مدرس مدرسہ مذکور، ۲۹ ربیع الآخر ۱۳۳۶ھ۔

(۱) اس زمانہ میں جب کہ عام جہالت کی گھٹا پھیلی ہوئی ہے تو اس وجہ سے قرآن پاک، حدیث شریف، فقہ حنفیہ کا بوجہ بعض مسائل شرمناک ہونے کے مثلاً حیض، نفاس، جماع، طلاق، ثبوت نسب وغیرہ کے کتبِ بالا کا ترجمہ کر کے عوام کے روبرو اظہار کرنا کیا منع ہے۔

(۲) کُتبِ فقہ جو مذہبِ حنفی کی درسی وغیرہ درسی مثلاً ”کنز الدقائق“، ”شرح وقایہ“، ”ہدایہ“، ”دُرِّ مختار“، ”عالمگیری“، ”شامی“، ”قاضی خاں“ وغیرہ اور اُن کی شروح جو مشہور مدارسِ عربیہ میں داخلِ درس ہیں آیا صحیح ہیں یا فرضی؟

(۳) جو مسائل کتبِ مذکورہ بالا سے اخذ کر کے اُردو میں کر دیے جائیں تاکہ عوام اُس سے فائدہ مند ہوں، تو کیا وہ قابلِ یقین و عمل نہ ہوں گے، جیسے کُتبِ فارسی و اُردو ”مالا بدمنہ“، ”مفتاح الجنت“، ”بہشتی زیور“ وغیرہ۔

(۴) جو شخص باوجود دعوائے حنفیت کرتے ہوئے کُتبِ بالا سے انکار کرے اور کہے کہ

(۱) حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد علی اعظمی تحریر فرماتے ہیں:

”لڑکیوں کو ضروری مسائلِ شرعیہ، عبادات و معاملات کی تعلیم دینا ضروری ہے، یونہی ان کو امورِ خانہ داری مثلاً کھانا پکانا، سینا، پھول بوٹے بنانا وغیرہ ایسے کام سکھانا بھی جائز بلکہ بہتر ہے، مگر ان کی تعلیم کے لیے نصرانیہ عورتوں کے پاس بھیجنانا جائز ہے کہ ان کی صحبت سے اُسی قسم کی آزادی اور دین سے بے تعلقی پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے۔“  
(فتاویٰ امجدیہ، جلد ۴، صفحہ ۲۴۹، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی) (میشم قادری)

ان کے مسائل فرضی ہیں۔ حنفی مذہب کے نہیں، جس کی وجہ سے ایک گروہ عظیم کا کُٹب بالا سے اعتقاد خراب ہو جاتا ہے، یہ لوگ اپنے دعویٰ میں مقلد ہوں گے یا غیر مقلد؟ (۵) اکثر لوگ ”بہشتی زیور“ کے بعض مسائل پر کہ متفرق طور سے فصلِ نجاست اور ثبوتِ نسبت وغیرہ میں ہیں، اعتراض کرتے ہیں، ہم نے ان کی تحقیق کتبِ فقہ میں کی تو ”شرح وقایہ“، ”دُرِّ مختار“، ”کنز الدقائق“ میں پائے جاتے ہیں، ایک مفتی صاحب کہتے ہیں کہ مسائل فرضی ہیں، اُن کا کہا کیونکر صحیح ہے؟

### الجواب:

(۱) ایسے سوال میں قرآنِ عظیم کا شامل کرنا سوءِ ادب ہے، اللہ و رسول جَلَّ و عَلا و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہماری ہر حاجت کے متعلق حق و باطل، نفع و ضرر پر ہمیں مطلع فرمایا۔ جس طرح ہمیں نماز، روزہ سکھایا، یونہی جماع و استنجا تعلیم فرمایا، مگر امورِ شرم کا ذکر طرزِ بیان مختلف ہو جانے سے مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک ہی مسئلہ اگر حیاء کے پیرایہ میں بیان کیا جائے تو کنواری لڑکی کو اس کی تعلیم ہو سکتی ہے، اور بے حیائی کے طور پر ہو تو کوئی مہذب آدمی مردوں کے سامنے بھی بیان نہیں کر سکتا۔ خصوصاً ترجمہ کہ وہ گویا متکلم کی طرف سے اُس کی زبان کا بیان ہوتا ہے، تو نہایت ضرور ہے کہ اس کی عظمت و شان ملحوظ رہے، وہ لفظ لکھے جائیں جو اُس کے کہنے کے ہوں، بعض گمراہوں نے ترجمہ قرآنِ مجید میں اس کا لحاظ نہ رکھا یہ سخت سوءِ ادب ہے۔ غرض ایک ہی بات اختلافِ طرزِ بیان سے تعظیم سے تو ہین تک بدل جاتی ہے، جیسے ”اوش فرمائیے“، ”تناول فرمائیے“، ”نوشِ جان فرمائیے“۔ کھاؤ، نگلو، تھورو، زہر مار کرو اور تعظیم تو ہین میں کس قدر مختلف ہیں، تو صرف اِتنا عذر کہ ہم نے ترجمہ کیا ہے، کافی نہیں ہو سکتا، جب کہ طرزِ بیان بے ہودہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

”بہشتی زیور“ کیسی کتاب ہے؟

۳۹

(۲) صحیح مقابل فرضی کے لیے تو اس قدر بس ہے کہ وہ کتاب جس کی طرف نسبت کی جائے اُس کی ہو، اگرچہ کتنے ہی اغلاط پر مشتمل ہو، جن کتابوں کے نام سائل نے لیے، اُن میں کوئی فرضی نہیں، ”کنز“ سے ”قاضی خاں“ تک جتنے نام مذکور ہوئے یہ سب صحیح بمعنی معتمد بھی ہیں، مگر اعتماد کیا حاصل، اس کی تفصیل ہم نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اگر کتب مذکورہ بالا سے صحیح ترجمہ کیا جائے اور طرزِ بیان بھی مقبول و محمود ہو اور اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ ہو، تو وہ گویا اُنہیں کتابوں کا وجود ثانی ہوگا، یقین تو اعتقادات میں درکار ہوتا ہے اور قابلِ عمل وہ مسئلہ جو مفتی بہ ہو۔ ”مالا بد“ میں بھی زیادات ہیں اور ”مفتاح الجنت“ تو وہابیہ کے ہاتھ میں رہی، جس میں بہت کچھ ”اصلاح“ ہوئی اور ”بہشتی زیور“ اغلاط و ضلالت و بطلالت و جہالت کا مجموعہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) ”کنز“ سے ”قاضی خاں“ تک جتنی کتابوں کے نام لیے، ان کی نسبت کوئی حنفی نہیں کہتا کہ ان کے مسائل حنفیہ کے خلاف ہیں اور فرضی ہیں، تو سوال ہی فرضی ہے، ”مالا بد“ و ”مفتاح الجنت“ کے بعض زیادات و الحاقات کو اگر کسی نے ایسا کہا تو بے جا نہ کہا اور ”بہشتی زیور“ لا فی العیرو ولا فی النفییر (نہ قافلے میں نہ لشکر میں، یعنی کسی شمار میں نہیں، ت) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) ”بہشتی زیور“ کا حال بالا بجالاؤ پر گزرا، بے شک اس میں بہت مسائل باطل و ساختہ ہیں، وہ کسی طرح اس قابل نہیں کہ کوئی مسلمان اُسے دیکھے یا اپنے گھر میں رکھے، مگر عالمِ جید بغرضِ ردِّ و ابطال، مفتی صاحب کا اس پر اعتراض بجا ہے اور عوام اُس کے مسائل سے جتنی بھی نفرت کریں، اُن کے حق میں مصلحتِ دینیہ ہے۔ قال صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: اَیَاکُمْ وَاَیَاہُمْ لَا یَضِلُّونَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ ”اُن سے دُور بھاگو اور

”ہشت زیور“ کیسی کتاب ہے؟

۴۰

اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈالیں۔“

(صحیح مسلم، باب النہی عن الروایۃ عن الضعفاء الخ، جلد ۱، صفحہ ۱۰،

مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی)

علمائے کرام نے وصیت فرمائی کہ جاہل کے لکھے ہوئے مسئلہ پر تصدیق نہ کرو،

اگرچہ مسئلہ فی نفسہا صحیح ہو کہ اس کی تصدیق نگاہِ عوام میں وقعتِ کاتب کی موجب ہوگی۔

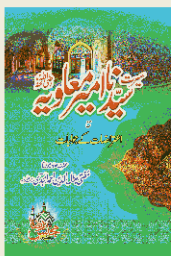
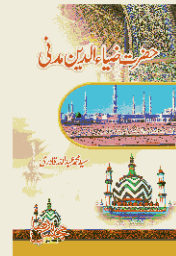
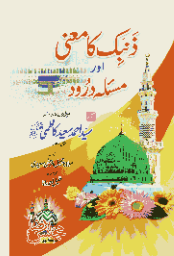
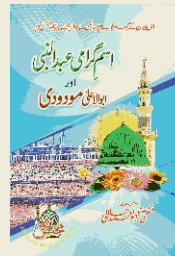
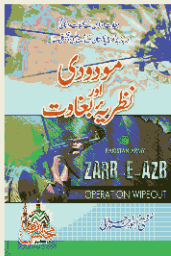
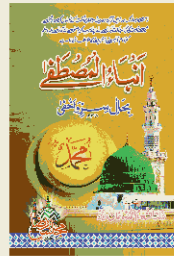
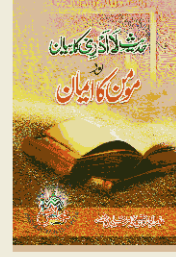
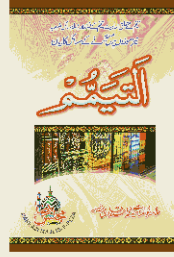
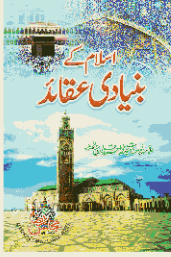
وہ یہ سمجھ لیں گے کہ یہ بھی کوئی مفتی ہے، پھر اور جو اپنی جہالت سے غلط فتویٰ لکھے گا اُس پر

بھی اعتبار کریں گے۔ جب جاہل کے لیے یہ حکم ہے تو چہ جائے مبتدی چہ جائے مرتد

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۹، صفحہ ۶۱ تا ۵۹، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ،

اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)



Click For More Books